ادبیات

رباعیات

از مولانا سیماب صاحب اکبرآبادی

کیفیتِ انقلاب تعجیلی ہے   رفتارِ وطن خستہ و تعویلی ہے
بدلے ہوئے حالات ہیں دنیا کے مگر   ہم میں بھی کسی قسم کی تبدیلی ہے؟

اسلام بجز سلف پرستی کیا ہے؟   پستی یہ اگر نہیں، تو پستی کیا ہے؟
جتنی قومیں ہیں آج آمادۂ جنگ   اُن سب میں مسلمان کی ہستی کیا ہے؟

ماضی پہ ہے غور فی الحقیقت مشکل   اندازۂ حال ہے بغایت مشکل
کل ہم عرب و عجم کے تھے پشت پناہ   اور آج ہے اپنی ہی حفاظت مشکل

اس جنگ میں، ہر قوم بہادر سی ہے   قومِ مسلم شکارِ ناپُرسی ہے
سامانِ مدافعت مسلمان کا فقط   نادِ علیؓ اور آیۃ الکرسی ہے!

ہاں حوصلۂ جنگ کیا ہے تونے   ہمت کا ثبوت بھی دیا ہے تونے
جو معرکے عہد میں صحابہؓ کے ہوئے   اُن سے بھی کوئی سبق لیا ہے تونے؟

محکوم ہیں اب عتاب کیا آئے گا   اس سے بڑھکر عذاب کیا آئے گا
ہم پہلے ہی انقلاب آلودہ ہیں   ہم میں کوئی انقلاب کیا آئے گا

ہاں، ایک ہے آخری تماشا باقی   دیکھے گی جو رہ جائے گی دنیا باقی
رفتہ رفتہ بساطِ ہستی سے ہنوز   مٹتی ہوئی قوم کا ہے مٹنا باقی

بدنام و شکستہ جام کہتی ہے اُسے ناکارہ و بے مرام کہتی ہے اُسے
جس قوم نے آزاد غلاموں کو کیا ساری دنیا غلام کہتی ہے اُسے!

اے کشتیِ قوم کھینے والے فریاد اُچٹی ہوئی نیند لینے والے فریاد
تجھ سے نہ کہیں تو حالِ دل کس سے کہیں؟ فریاد کی داد دینے والے فریاد!

اے زندگیٔ ملتِ بیضا فریاد اے امتِ مرحوم کے آقا فریاد
ملت پہ تری خوابِ فنا ہے طاری اے خواب کشِ گنبدِ خضرا فریاد

جاوید ہے عمرِ لازوالِ اسلام "اکملتُ لکم" نصِ کمالِ اسلام
ہے اسکی جڑوں میں خونِ اصحابِ رسولؐ لغزش میں نہ آئے گا نہالِ اسلام

اسلام میں روحِ کار باقی نہ رہی شادابیٔ برگ و بار باقی نہ رہی
طائر ہیں خراب، آشیاں ہیں برباد یعنی اس کی بہار باقی نہ رہی

وطن

از جناب نہال سیوہاروی

سرورِ دیدہ و دل عالمِ دیارِ وطن ہزار خلد درآغوش ہے بہارِ وطن
وطن کا جب لبِ شاعر پہ نام ہوتا ہے تو اک حدیثِ محبت کلام ہوتا ہے
فضائے دل سے وفاؤں کے راگ اٹھتے ہیں تمام عشق کے جذبات جاگ اٹھتے ہیں
وطن کے سرو و سمن کی ادائیں کیا کہنا وطن کے باغ، وطن کی ہوائیں کیا کہنا
بہشت زا ہیں وطن کے بلند و بالا کوہ نہ پوچھ کیا ہیں وطن کے بلند و بالا کوہ